رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO. A.783



H.B Khan Artist

مطابع پریس لکھنؤ میں باہتمام ... شائع ہوا

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت، اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) طالبعلموں [illegible] کے ساتھ [illegible] تصدیق [illegible] سالانہ قیمت میں [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا، [illegible] وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) [illegible] اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور [illegible] سے خدمت ملک کر رہا ہے [illegible] ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں [illegible] نہیں [illegible] ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں [illegible] آپ کے لیے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین [illegible] آپ کے حسب [illegible] تین ماہ کے [illegible] خریدار بن جائیں اگر اس پرچہ کے مضامین آپ کے [illegible] موافق معلوم ہوں [illegible] آپ مدت خریداری تو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ [illegible] فضول ہے۔

(۵) طالبانِ [illegible] سالانہ [illegible] قیمت بھیجیں [illegible] اسی طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ کی قیمت [illegible] خلاف حیثیت ہے۔

(۶) [illegible] اکثر [illegible] کرتے ہیں [illegible] ہو جاتا ہے لیکن [illegible] خریداروں کے [illegible] نہیں پہنچ سکتا اور [illegible] گزارش [illegible] ملاحظہ فرمائیں [illegible] نہیں ہوتا۔

(۷) [illegible] خریداری [illegible] ایک [illegible] سے اطلاع [illegible] زیادہ [illegible] نہیں کیجاتا پرچہ بند کر دیا جاتا ہے [illegible] ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) [illegible] اشتہارات [illegible] کا نام نہیں [illegible] کا نام چھپ جاتا ہے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی [illegible] کے مطابق [illegible] وہ شائع [illegible]

(۱۰) مضامین [illegible] کاغذ کے ایک [illegible] لکھا جانا [illegible]

نوٹ

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۲۵

مضامین

۱۴ر جولائی ۱۹۲۸ء

غزل بطرز حال

مولانا ثنج - ایک عقیدت فراد ہستی کا ہدیہ تسلیم قبول فرما کر رہین تشکر فرمائیے - خیارجنت دارالہی مرحب رضائے خداوست "یہ ایک غزل مولانا آزاد کی بطرز حال کی دیکھ کر آپ حسن عیاں کلام ذوق وجدانی سخن حمد اور ادب لطیف کا دور دورہ ہے حضرت جیسی تھوڑی سی کیفیت ملحوظ ہے ۔ وہ خدمت کرتا ہوں یہ اصلاح درج اخبار فرمائیے ۔ اگر اسے پڑھکر لیا ہے مبارک ہے رقص کیجئیے ہو جب دور دار مفہوم شعر کا حال دل میں آئے تو حجاب ہرزہ دور ہی سمجھئیے پھر دال کر حضرت فخر خیالی لاثانی کا یہ شعر قرأت فرمائیے۔

نشا ایک پوست قصیدہ ساخت پاخیدہ ساخت
بیٹھا ایک لذت خواہیدہ ساخت ۔ دامن کشیدہ
(فوسشا احمید المقا دخا کشیدہ ہے پیار ساغری

"ادب لطیف"

ساقی کی تو مسکراکر آنکھیں ہیں لبریز عیش جانے دو
میں مستی میں ویران ملب اسکے بالکل گئے ہیں پیمانہ
ہیں وہ پیر مغ زلفیں کج پرانکو دم شر پشاد
جشمہ صاف ہیں ساغر گر لڑتے ہیں لبریز دو
دیکھو ذرا دو شیزہ جسم کی عریانی اے زاہد
اکیب حجابت نظر عشق پر گر ایسے ہیں پیمانہ
اسکی ترکم زبر نگاہیں ہیں معطر گیس ہیں کھوکھلا ہے
آہوئے از رشک میں ہیں یا دشت میں دیوانہ
پیر مغاں نے جب حجابت یعنی ہستی و جگر کیا
جوش تمنا ہے دل میں سے آتے ہیں انوار دیوانہ

"انقلاب کثیف"

ساد حقیقت پیر معنی نشہ وحدت جگر کشا

دیکھ حجاب و فنا کے عالم دونوں ہیں دیوانے دو
پیر مغاں کی بزم میں جانا پھر نشہ میں زاہد ہوسکتا ہے
ہم آج پئے دل کی کرینگے تماشے کر کہا نے دو

واقف

جام ساغری سیالی

الف - میم - خشدان فتحپوری

ہائے کمزوری

(۱) حکیم مرزا محمد علی گران گوشت نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ کے معالج تھے شاہی والدہ نے حکیم صاحب سے شکایت کی کہ میرا بچہ کچھ نہیں کھاتا بھوک جاتی رہی خدا کے لیے آپ علاج کیجئے۔ حکیم صاحب آدمی تھے جھلے کہنے لگے آج حضور ایک کام کریں جس قاب سے بادشاہ سلامت ایک لقمہ تناول فرمائیں اس قاب سے ایک لقمہ اٹھا ہی چاہ حضور ایک علیحدہ قاب میں رکھتی جائیں۔ حضور نے یہی کیا گنتی کے لقموں سے دو قابیں چوٹی تک بھر گئیں۔ ان قابوں میں صرف مختلف قسم کے پلاؤ تھے شیر مالیں فرنی کے خوانچے کباب اور دوسری قسمیں شامل نہ تھیں۔ ظاہر ہے کہ شاہی دسترخوان پر پچاس طرح کے کھانے ہوتے تھے بادشاہ سلامت نے ہر ایک غذا کا ایک لقمہ نوش کیا تو پچاس لقمے ہو گئے تھا ہی کیوں نہ بھر جاتیں جب یہ دو سیر غذا کی قابیں حکیم صاحب کے سامنے پہنچیں تو حکیم صاحب نے پردے کے پاس جھک کے کہا۔ ادب قبلۂ عالم مجھکو نوش کرلیں۔ ایک آدمی اس سے زیادہ نہیں کھا سکتا۔

(۲) اگلے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک عرب دوسرے عرب کے یہاں مہمان تھا میزبان کے گھر میں روٹی تھی گوشت نہ تھا دو روٹی مہمان کے سامنے رکھ کے آپ گوشت خریدنے بازار گیا۔ مہمان صاحب اتنی دیر میں دو روٹیاں چٹ کر گئے میزبان جب گوشت پیالہ رکھ کے واپس آیا تو دسترخوان خالی دیکھ کے پھر بازار گیا۔ یہ کوئی ضروری بات نہیں کہ روٹی کے میزبان کی گوشت یا خود نہ کھائے مہمان ہی ہے کہ چٹ سے روکھی روٹی کھا۔ پھر پانی کی جگہ خود یا شہد کر یا۔ غرض میزبان غریب کو پانچ چار پھیرے بازار کے کرنے پڑے ۔ روٹی لاتا تو خود یا شہد غائب روٹی غائب۔ میزبان نے پوچھا بھائی تم کہاں کے رہنے والے ہو اور کہاں جاتے ہو۔ معلوم ہوا کہ حضرت رہنے والے بصرہ کے ہیں کمزوری کے مرض میں مبتلا ہیں مدینہ کے ایک طبیب سے علاج کرانے کا ارادہ ہے۔ غریب میزبان نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ بھائی صاحب خدا صحت دے اگر آپ کا معدہ بنسبت اب کے آئندہ زیادہ غذا قبول کرنے کے قابل ہو جائے تو واسطے خدا کا واپسی میں اس عاجز کو سرفراز فرمائیگا۔

(۳) کرامگرم مرادہ ہے کہ ہمارے دوست والد فلاں عنقریب دہلی صحت کی غرض سے ولایت تشریف لیجائینگے غالباً کمزوری کی شکایت ہے ہم دونوں سے شطرنج ہمیں پیدل چلنے کی قوت رکھنے والا کم اندر نہیں قرار کر لیا ہے۔ جب آپ ولایت سے مع انگریز واپس آئینگے تو ہم یاد دہانے میں تیز رفتار نہیں ہیں ہاں چار ادنی ناشتہ کمی کے بعد روزانہ مہیا کرتے پہنچے دوست یہ کیوں نہیں کہتے کہ روزانہ لندن سے سیدھے لندن جا رہے جاتے ہیں۔ مدینوں کی تپ آمد و رفت سے ہی رک گئی ۔ سامنے ہیں پیدا کمیٹی اور یہ برادوس سے شرمندہ کہ گفتگو ہو جائے ۔ کل اس ہاتھ کی خبر اس ہاتھ کو نہ ہو ۔ ساری بیماری ہے یہ تسلیم علاج سہو کی ہے ۔ کمبخت کہاں کا روگ جان کو لگا۔

واقف

نگار ص

نانی پردہ دار

نواسی بے پردہ

زہرہ بیگم - آجکل پردہ کا مسئلہ دلچسپ ہے جس اخباری کاغذ میں دیکھیے یہی بحث چھڑی ہوئی ہے۔ گو یا دو دل میں کشتی ہو رہی ہے چت پٹ کا فیصلہ ابھی نہیں ہوا مگر یقین ہے کہ پردہ داری اب کیا معنی کہ نئی نسل کے کانوں میں آزادی کی ہوا

بھری ہوئی ہے۔ یہ لکھ کے خیر جب نہ رہیں گے تو پھر نئی نسل کے ہاتھوں میں سب رواج کی باگ ڈور ہو گی۔ دقیانوسی بڑھیوں کی آن اس وقت تک رہ گئی تو وجہ یہ تھی کہ پردہ والیاں ان کا حکم مانتی تھیں اب حکم ماننے کا فیشن نہیں جسکے پردہ کی فکر تھی وہ سر چھپا کے خود پہاڑ گھر سے باہر نکلنے پر آمادہ ہیں تو پردہ صاحب کی مجال ہے؟ آنکھوں کے سامنے آجائیں اگر میں قدم رکھ سکیں۔

پردہ وار نانی اور بے پردہ نواسی کی لطیف گفتگو میں پرانے اور نئے خیالات کا تفاوت پر لطف تھا اسلئے یہاں ہیں کانوں کا سنا ہوا مکالمہ ہدیہ خدمت ہے۔

دیکھ میں نانی مگر دوسری نانیوں کی طرح جاہل نہیں پڑھی لکھی ہیں دقیانوسی ہیں۔ آنکھوں سے کم سوجھتا ہے اُسپر بھی دن رات میں چار گھنٹے کتاب دیکھتی اور اخبار کا مطالعہ کرتی ہیں۔ اپنی جنس کی جہالت انہیں بھی ناگوار ہے۔ نسوانی تعلیم کی حامی ہیں مگر اسی دائرہ کے اندر تعلیم دیتی ہیں جو حد سے باہر قدم نہ رکھنے دے۔ بیچاری نے اپنی نواسی کو بہت سمجھایا کہ بیٹی اپنے خاندان کے نانا ماں کی ناک پر جاؤ تو یہ تیز کر صاحبزادی جینک داماں تھیں نانی کے کہے پر عمل کرتی رہیں سمجھ آنکے معنی یہی ہیں کہ آدمی خود مختار ہو جائے یہاں ہوتے ہی اسکول تعلیم اور نئے لیڈروں کی تقریروں کے اثر سے تھیں روز بروز رنگ پکڑنے۔ اور نانی کی ہر بات پر کہتیں "اجی تم تو سٹھیا گئی ہو۔ تم کیا جانو تعلیم کیا چیز ہے۔ معنی اسکے میری بات میں دخل نہ دیا کرو۔" چپ چاپ تو ہوئیں نہیں نہ تو تم میرے مربی قال اللہ قال الرسول پڑھا کر تسلی ہو۔ نخنے نخنے ایک دن

جو بڑا صاف کر تیہا آیا کہنے لگی "آ نواسی بانشہ ی آج میں تیری لیاقت دیکھوں گی۔ جا ذرا بی کتاب تو یہیں لا کر بیٹھ کر زمین پر پاؤں ہی نہیں رکھتی"

نواسی "کیوں؟ اس میں جو لیاقت۔ کچھ تمہاری طرح میں نے دقیانوسی کتابیں تو پڑھی نہیں۔ نانی تم بیچاری کیا جانو آجکل کی پڑھائی کیسی ہوتی ہے؟ جو تمہیں کی باتیں ساٹھ ساٹھ برس رٹنے کرنے پر



"اے ہے تھوڑا سا اور بوجھ۔ تم تو ڈر کے ہی پیر کانپنے لگیں۔ یہ آخری بوجھ نہیں ہے آئندہ اگر خدا نے ہی عمر مہلت بخشی تو وہ بھی لادیں گے"

وگوں کو معلوم ہوتی تھیں وہ دو برس کی اسکول کی تعلیم میں بچوں کو معلوم ہو جاتی ہیں"

نانی "اچھا تو کچھ باتیں دکھاؤ تو؟ بڑی پڑھ لکھ کے فاضل ہو گئی ہے۔ ابھی کوئی فارسی خط لکھواؤں تو آنکھیں نیچی جھانکنے لگیں گو ذرا ذرا تک نہیں جانتیں اور بنتی ہیں فاضل۔ خدا غارت کرے اسی تعلیم کو"

نواسی "فارسی کی ضرورت ہی کیا ہے جو وہ ان لگ کر عربی فارسی کے بغیر کچھ سمجھ نہیں آتا اب تو ہم نماز بھی اُردو میں پڑھتی ہیں۔ دیکھو نانی یہی تمہاری جہالت ہے کہ اچھی بھلی زبان چھوڑ کے پرائی زبان میں نماز پڑھتی ہو۔ دعا مانگتی ہو۔ تمہارا دل باطل خالی ہے"

نانی "اری کیا کہا۔ تو نماز اُردو میں پڑھتی ہے؟ اے غضب یہ سات برس کی جان کو میں نے نماز سکھائی سورتیں پڑھا کے معنی بتائے اسکا یہی بدلہ کہ فشنگاری نے سب چوپٹ کیا۔ اری دعا تو خیر ہر شخص اپنی زبان میں مانگتا ہے۔ نماز کے واسطے تو رسول نے سورتے بتائے ہیں کہ پہلی رکعت میں یہ پڑھو دوسری میں یہ پڑھو۔ اُردو میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ حضرت نے اجازت دی کہ ان سورتوں کے معنی اپنی زبان میں کہہ لیا کرو تب بھی نماز ہو جائے گی۔ قرآن ہے خدا کا قول اسکے الفاظ خدا کے تعلیم کیے ہوئے ہیں ترجمہ اپنا قول ہے خدا کا قول نہیں۔ وہ لاکھ صحیح اور درست ہو ترجمہ ہی رہے گا۔ خدا کے قول کی برکت اور رسول کی زبان کی سعادت اسمیں نہیں ہو سکتی۔ خدا کا دین جس طرح ساری دنیا کے لیے ہے اسی طرح ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اسکا اصلی کلام بھی پڑھے"

نواسی "چاہے کچھ سمجھ خاک نہیں۔ بس طوطے کی طرح رٹا دیا پڑھنا کس کام کا۔ بس یہی تھی عقل تمہی زبان کی تمہی ایسی نقل"

نانی "اسے یوں ترجمہ کر کے معنی سمجھنا اور بات ہے اور نماز اپنی زبان میں پڑھنا دوسری بات ہے۔ قرآن کی تعلیم ہر زبان میں ہونی چاہیے مگر وہ چار سورتیں جو نماز کے ہیں وہ معنی سمیت ہر مسلمان کو ازبر کرلینا فرض ہے کہ اپنے نبی کی پاک زبان اور اپنے خدا کا پاک کلام

یاد رہے ساری نا شستی بیزار ہے جیسی کہ آج کل نماز میں اول جلول پڑھنے کا حق کہاں سے ہو گیا۔ وہ لوگ بزرگ بے وقوف تھے کہ جس بات میں مسلمانوں کا نام جوڑتا اسلامی رواج ڈالتے تھے جن بیچاروں نے جان تک خدا کی راہ میں دے دی تھی اور جن کی ہڈی ہڈی تک تیغ کی نذر ہو گئی ہو وہی نہیں سکتے جہاں وہ تمام عقیدے دوسری زبانوں میں سمجھاتے تھے وہاں وہ بول نماز کے بھی اسی زبان میں سکھاتے۔ انکو اس میں کیا نقصان تھا مگر انھوں نے تو اس خوف سے اس حکم میں ادل بدل نہیں کیا کہ نبی کا ارشاد جن سورتوں سے نماز درست ان سورتوں کے پڑھنے کا تھا۔

نواسی: واہ رے مرشد۔ تم بتاؤ ایسی نماز سے کیا فائدہ جس کے معنی معلوم نہ ہوں؟

نانی: ارے نوج پھر چلی اب نبی کے ارشاد پر بھی اعتراض کرنے لگی۔ تو نرے جو ہم نے نماز سکھائی تھی کیا اس کے معنی نہیں بتائے تھے؟ اسے وہ ہے کون سی دشوار ایک ہفتے میں تو سورے کیا ساری نماز کے معنی آدمی سیکھ اور سمجھ لیتا ہے بس اتنی سی محنت کے لیے اپنے نبی کا حکم ٹالنے۔ میں نے بیسیوں گنواریوں کو نماز سکھائی ہے پانچ روز الفاظ صحیح کرنے میں لگے پھر وہ آسانی سے معنی سمجھ گئیں۔ آج کل یہ دستور ہو گیا ہے کہ ہر ایک بات آسان ہونی چاہیے۔ تعجب یہ ہے کہ کل لیڈروں کے کہنے سے جنھوں نے وہ ہر روز چرخا کاتتے پھر لوگوں نے محنت کی اور ہر مشکل کہ یہ مشکل ہے حساب سیکھا جغرافیہ سیکھا فلسفہ منطق سیکھا سو پچھلا کلام سیکھا۔ وہ بھی تو ایک بار صحیح روز خوشی سے کیا پڑھنا سیکھا سالہا سال میں جنت اور دشواری کی زندگی دیکھی اور عمر بھر میں صرف وہ جنت کی سنت ایسی ناگوار ہوئی کہ اپنی سنت کے واسطے رسول کا حکم ٹالنے پر تیار ہو گئے۔ خدا کی مار ایسی تعلیم پر۔

نواسی: چاہے تم کچھ کہو۔ خلوص آدمی کو جب ہی ہو سکتا ہے جب اپنی زبان آدمی خوب سمجھتا ہے۔

نانی: پھر وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔ جب ترجمہ اچھی طرح سمجھا دیا پھر خلوص کیوں نہ ہو گا۔ آخر قرآن سورہ نماز کا ترجمہ پڑھتا جا تی ہو یاد ہو گیا۔ انھیں سورے کے معنی جو تم بھی یاد کچھ نہ چند دل سے بھی لگا رہتی ہو؟ میں کہتی ہوں کہ اصلی لفظ زبان پر ہوں اور معنی انکے دل میں ہوں تو خلوص میں کیا بچھڑ کا پڑ جائے گا۔ ترجمے میں جو مطلب ہم سمجھاتے ہیں صرف وہی نمازی کے ذہن میں ہوتا ہے اور اصلی عبارت ایک دریا ہے کہ گویا وہ ملا دریا نماز ان کی آنکھ زبان سے جاری ہوتا ہے۔ جو وہ مطلب بھی باقی رہتا ہے جو ہم نے اپنی سمجھ کی سمجھ کے مطابق کلام سے نکالا ہے۔ انسان سو تدبر کے پیچھے تب بھی خدائی الفاظ کی برکت اپنے کلام میں پیدا نہیں کر سکتا۔ ایک ہی قرآن ہے جسکے معنی کوئی فرقہ کچھ لیتا ہے کوئی کچھ۔ اگر ہر فرقے کے لوگ نماز پڑھتے وقت دل میں یہ بھی ارادہ کریں کہ خدایا جو معنی تیرے الفاظ کے تیرے نزدیک صحیح ہوں جو ہیں میں اسے جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں مگر میں انکے آگے گردن جھکاتا ہوں انھیں تسلیم کرتا ہوں انکے بارے میں میرا ایمان قبول کر تو پھر بہت سی ذمہ داریوں سے چھٹکارا ہو جائے اور یہ کیا کم ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان نمازوں میں قرآن کے سورے پڑھتے ہر کیساں نظر آتے ہیں۔

بیگم صاحب تم جو ہر گھڑی انگریزی [illegible] نانی [illegible] دیکھنا کہ ان میں آ کے بھی بہت آئی ہے ڈبل ہی نکلا رہتا ہے۔ اپنے وطن کی وضع پر بھی [illegible] انکے پیچھے سے مگر یہی وضع قطع بھی بدلنی پڑی ہے تب انکے بارے میں کبھی تم غور نہ کرو [illegible] یاد نہ کیا۔ سارا ادب وطن کی داستان تھا۔ [illegible] پڑھتے ہو یہ تو بتاؤ انگریزی [illegible] سیکھی؟ کیا وہ واجب تھی۔ جدا سی زبان سے سیکڑوں انگلش الفاظ اپنی بولی میں ملا لیے۔ کیا یہ وطن کی داستان تھی۔ یہ بھی انگریزی سمجھ کے لیے ساری دنیا میں اپنی بولی پھیلانا چاہتے ہیں اہم قوم کو صدمہ ہوا جنھیں گٹ پٹ کر کے انگلش بولنے میں دستور ہے تمھاری یاد تب ہے؟ اسے ہمارا خطا وار کہ دماغ پانچ وقت نماز میں اسے ہی کا نام ہیں کے پیچھے کہ دشمنوں کو کسی طرح قرار نہیں۔

نواسی: واہ نانی۔ کہاں تو نماز کا ذکر تھا کہاں تم پوشاک کا ذکر لے بیٹھیں۔ یہ بھی تمھاری خوش گفتگو ہے۔

نانی: ہاں نماز کا ذکر تھا انکے بارے میں جو کچھ میں نے کہا تم کو جواب نہ بن پڑا اس بات کا بھی تم سے جواب نہیں دیا جائے گا۔ بات یہ ہے کہ بیٹی تم نے جیسی آج کل کے اول جلول ڈھنگ دیکھے ہیں وہ عورتوں سے سیکھے ہیں جو مسلمان رہتے ہیں مجبور ہیں مگر تہذیب و ترقی یافتہ قوموں کے دستور انھیں اسلامی دستور سے زیادہ پسند ہیں کچھ مسلمانوں میں یہ برداشت نہیں ایسے کام دین و دوسرے فرقوں میں بھی بہت سے پیدا ہو گئے ہیں تو میری تم کو یہی نصیحت ہے آپ کی زندگی اسلام کی ناک تو ہے نہیں کہ جو ہر طرف مڑ جائے اسلامی دستوروں کا قائم رکھنا ہم سے بڑھ کر ساری دنیا سے زیادہ مشکل تھا نہ کچھ بھی [illegible]

نایاب اور بیش بہا تحفہ

پچاس روپیہ نقد انعام

مطبع اگرے خورد بیچی سوارے۔ قوام۔ گوگلی۔ کارخانہ حافظ سیٹھ محمد رفیع ہلیم گڑھ [illegible] چھپا اور لکھنؤ سے شائع ہوا

سوروں کے پڑھنے کی نماز میں اکیلی پڑھا سکے
زمانے میں اور لیڈی کے گھر ہے جیسی اللہ اور رسب
ملکوں کے آدمی جنگی زبان عربی نہ تھی مسلمان سمجھ
تھے۔ بھلا اُس کی عقل سے یہ بات کیونکر سمجھ سکتی
تھی کہ جس ملک کا آدمی ہو وہ اپنی ہی زبان
میں نماز پڑھے تو اچھا ہے اُن کا قول تھا کہ ہم
جنگلی حبشی کیوں ہو اُسی کے احق بات
کر کے پیمبر کا حق ادا کرتے ہیں پھر بھلا ایسی سب
کی بات پر کیوں دھیان نہ کرتے۔ خدا کی شان ہے
کہ پیمبروں کے مولوی جو سب دستوروں پر تم ایسی
ٹانگ پیاری کی جو کریاں الٹا ہم کہیں اسکیوں
خوبی مصدر ہے۔ اس چودھویں صدی
میں جو حضور تھوڑا ہے۔ ابھی کیا ہے ابھی تو تم
بال کتروا کے لنڈوری مرغی بنو گی۔"

نواسی: "پھر اس میں عیب کیا ہے۔ بال کتروانا کوئی
گناہ تو ہے نہیں۔ قرآن تمہیں یاد ہوتا تو دیکھ لو دونوں
کو اشارہ دی گئی ہے کہ ... تم سمجھو اور میں
اسی چمن کے ساتھ سر منڈوانے ہو سے داخل ہو گے
عورتیں حقوق میں مردوں سے بال برابر کم نہیں ہیں
مرد داڑھی منڈاتے بال کترواتے ہیں تو عورتوں نے
کیا گناہ کیا ہے جو اس سے محروم رہیں۔ ایک بات
کہتی ہوں بڑا انا تھا جو بہت عالم فاضل بنتی ہو تو
قرآن سے بال کتروانے کی ممانعت ثابت کر دو۔"

نانی: "دور بھی ہو موئی بے غیرت کہیں کی قرآن
میں ناک کترانے کی ممانعت بھی صاف صاف نہیں ہے۔
چاہیں جا نانی کے پاس بیٹھی اُڑوا دے پھر
ہو جائے مرد ختنہ کرواتے ہیں تو ناک کٹوا کر اس بات
میں مردوں سے پیچھے نہ رہو۔ مرد لنگی باندھے
پھرتے ہیں تم بھی دو انگل کا چیتھڑا آگے باندھ کے
انہیں کے ساتھ بڑی ننگی کھیلیں۔ سارے جہان کے
مردوں کے سامنے اُچھلتی پھرو۔"

نواسی: "آں ہاں، اس میں بھی کوئی عیب نہیں
قرآن میں پردے وردے کا کہیں حکم نہیں نہ عورت
کا بے پردہ پھرنا کوئی گناہ ہے جس کی سزا کہیں لکھی ہو"

نانی: "اچھا بی میں دیکھتی ہوں کہ تو قرآن کی
حافظہ ہے۔ قرآن تو پیمبر کے واسطے ایک دستور
کے طور پر نازل ہوا تھا اس میں بہت سی باتیں تھم
ہیں وہ قرآن کو پیمبر سمجھاتے تو کوئی نہ سمجھتا۔ جیسے
طہارت نجاست۔ نماز کی ترکیب۔ تجارت کس چیز کی
جائز ہے کس چیز کی ناجائز۔ زکوٰۃ نکاح طلاق
کی تفصیل قرآن میں سے بہت سے حکم ہیں جنکا جاننا
واجب جیسے لڑکی کی جو ڑوں لڑکی نہیں پردہ کرے تو
دنیا میں اسکے لیے کوئی سزا مقرر نہیں۔ اسی طرح بہت
سی باتوں کی ممانعت ہے جیسے جھوٹ کہ اسکی سزا
بھی مقرر نہیں۔ اس خدا نے جھوٹے پر لعنت کی ہے
تو لعنت کا اثر مرنے کے بعد ہوگا لعنت کوئی ڈنڈا
نہیں کہ ایسا نہیں ہے جس کا نشان کھال پر دکھائی
دے۔ لعنت کی مارے ریا ان کے چوٹ نہیں
لگتی۔ تیری بے حیائی پر ہزار بار میں نے لعنت کی
تو اس سے تیرا کیا بگڑا۔ بچکا گھڑا ہے بوند پڑی اور
پھسل گئی۔

اے ہے کیا کہتی تھی اور کیا کہنے لگی۔ ہاں تو قرآن
میں جو گھر کی باتیں ہیں بجز رسول کے اور کسی کو
اُن کا اصل معلوم نہ تھا۔ بعض گناہ ایسے بھی ہیں جنکا
ذکر قرآن میں نہیں ہے جیسے جنجال پر تیرا لڑکے
کا حکم۔ رسولؐ نے ان باتوں کے بارے میں جو کچھ
فرمایا وہ حدیث کی کتابوں میں جہاں تک پتہ چلے
تمھیں معلوم کیا گیا۔ وہ ترکے ترتیب ہے ہیں۔
جبتک حدیث سے مدد نہ لے کوئی ان باتوں کو نہ
سمجھ سکتا ہے نہ ان پر عمل ہو سکتا ہے۔ ... کا اصل ہے۔
پھر قرآن حدیثوں میں ہے اور پھر اس زمانے کے
لوگوں نے رسول اور اسکے گھر کا چلن دیکھ کر سیکھا
اور بتایا ہے۔ قرآن باتوں سے دوقت نہیں خالی
قرآن قرآن چلتی ہے۔

نواسی: "اخاہ۔ تمہارا یہ مطلب ہے کہ خدا کی کتاب
ناقص ہے جو ذری ذری سی بات کے لئے قرآن دیکھ کے
دعویٰ کرتا ہے کہ اس کتاب میں ہر چیز کی تفصیل موجود
ہے۔ ا! بڑھاپے میں قرآن پر ایمان ... سے
نانی پھر سے کلمہ پڑھو۔"

نانی: "ہاں بیٹی ہاں۔ جین جائے اور لجائے۔
ٹنڈی بولی کا گندہ شوروا۔ بڑھیا نانی کو آج تم
دیان کا سبق دینے بیٹھی ہو۔ اسکی شکایت ہی کیا۔
تم اور تمہارے بھائی مرد خواہ عورت سبھی اسی
موت میں کہ بزرگوں کو سبق پڑھانے ہیں۔ میں تو خیر
نانی ہوں جب تم حدیث اور قرآن پر اصلاح دینے
کا دم بھرتی ہو تو پھر کس گنتی کس شمار میں ہوں۔
اس زنبیا سے ... ہی نہیں بچے۔
اپنی بات کا جواب۔ میں بھی مانتی ہوں کہ قرآن میں
ہر ایک گیلے سوکھے کا حال ہے وہ کلام ہے جس میں
ساری باتیں مفصل ہیں مگر میری اتالیق نواسی
اس قول میں بھی قرآن کا رخ پیمبر کی طرف ہے نہ
میری اور تمہاری طرف۔ پاک ہے وہ ذات رکھنا ہے
رسول ہی کہتا ہے۔ قرآن سے ہر مسئلہ کا جواب نکالنا
بھی اُسی کو معلوم ہے بھلا ہم کیا اور ہماری ہستی کیا۔
قرآن میں جو باتیں صاف صاف لکھی ہیں پہلے کوئی



اعلان

ہندوستانی اکاڈمی کو ایسے مترجموں کی ضرورت
ہے جو بامحاورہ اردو ہندی زبان میں ترجمہ کر سکیں
مترجم اکاڈمی کے ملازم نہ ہونگے جو لوگ سائنس
اور ادبی کتابوں کا ترجمہ کرنا چاہتے ہوں نمونہ
کے ساتھ ۱۵ جون تک درخواست دیں اور شرائط
طے کر جائیں۔

جنرل سکریٹری ہندوستانی اکاڈمی الہ آباد



جان بل:- ماموں دیکھو دم خم میرے اژدرے کا!

ماموں سام:- بجا ہے میں تو دم کا خم دیکھتا ہوں۔ جاپان کی دم کی گرہ بڑی ہے۔ چین کا لنگر وزنی ہے۔"

(۱) قسم گم شدہ وثیقہ کا دوبارہ ورود کی ضرورت ہو تو ماہیہ گم شدہ درج کر کے جنرل باغ لکھنؤ سے طلب فرمائیے۔

انھیں تو ابھی ہل جوتے ہوئے پھر آگے بڑھتے۔ میری بو
پھوڑے ہی کا مسئلہ روز اجل بچھڑا ہوا ہے۔ بیہودے
کے بارے میں جو اتنی نازل ہوئیں وہ بھی کسیقدر
پھیرکی ہیں آجکل کی ادوز میں نکر پہنی والے ادھر
ادھر کی اوپری باتیں جاننے کے بعد ڈینگ ہانکنے لگے
ہیں کہ ہم سب کچھ سمجھتے ہیں۔ ان خاک اسرار شیٹ
آبرست لینا بھی جانتے نہیں رکا خدمت پوچھتے پھرا
اور وہ بھی ہو کچھ ہو۔

مگر وہ یہ کہتے ہیں کہ شادی کی نسبت سے لڑکی بھی بیٹے
کا چہرہ دیکھنے کی اجازت ہے۔ سچ نہیں منہ کھلا رکھنے
کا حکم ہے۔ اسلئے پردہ ضروری نہیں۔ یہ کمبخت بچے
کے اندھے اتنا بھی نہیں جانتے کہ اگر پردے کا یہ
حکم نہ ہوتا تو خاص حالتوں میں اسکے اٹھانے کی
اجازت کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ویسے پھر سنو میں
کہ شریف عرب زادیوں کا پہناوا بھی جو اس زمانے
میں تھا وہ نت کی کتابوں سے تحقیق نہیں کرتے اور یہ بھی
پیغمبر کے وقت میں جس لباس پر ان سبھی چیزیں
بڑھائی گئیں۔ اس زمانے کے درو عام طور پر ایک
کھلا ایک قمیص ٹخنوں تک لمبی پہنتے تھے اور ایک
سرکا کیا ہوا رومال سر سے لپیٹ لیتے تھے بس یہ شہ
اللہ خیر صلاح امیر ذرا خاصہ باندھتے تھے اور زیور بھی
بھی پہنتے تھے۔ باقی آئندہ

راقم

فلاسفر

سفینہ

یادش بخیر ایک وہ زمانہ تھا کہ اودھ اور اس کے گرد
وکن میں جدھر جاتی اور گلی بازی کرتی نظر آتی تھی
انقلاب کے چلاؤں اب اردو کو بیاہ دینے بیٹی دہن
وکیل ہو اسکے روش کچھ بلی جیبی پھر جر بزی کی کوشش
ابھی اگر وجھکیاں آکر سب کھیل بگڑ رہی ہیں
جو مرنے کے بعد گٹ پٹ گٹ پٹ۔
لوگوں کو یہ تھے نامعلوم ترس ہو جاتا ہے شہر حیدرآباد کی
کی بدولت اردو کا اسکا بہت آباد ہوا اور بہت
دنوں کے بعد بی اردو جان بچوں سمیت پائی
پھیرنے بیاہی گئیں بچے تاتا تانی الفاظ سے نا آشنا
ہیں اور اردو جان سسرال کی وضع قطع اختیار
کر چکیں اسوجہ سے میکے والے فرشت ہیں۔ قطع
رحم ہے گناہ۔ ان حق لوگوں کو شاباش جو قطع
رحم کے نامبارک درخت کو اگنے پھولنے پھلنے
نہیں دیتے۔ خدا وہ ملک کے نامور ادیب
ادا فضل جلال احمد عبد الحق ایم اے پروفیسر عربی
وارود و گورنمنٹ محمدن کالج مدراس کا احسان کون
لائق ستائش ہے جنکے دم سے اردو کا ایک ساہی
رسالہ بنام سفینہ تازہ جاری ہوا ہے۔ پہلی منزل
ہے کشتی کا چلنا اور پھر بہ آگے

بجنگے نسبت کرد آسمان ز خور

ہمیں یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ رسالہ کی اردو مدراسی
نہیں بلکہ خاصی سلیس با محاورہ اردو ہے اور مطالب
کے اعتبار سے بھی قابل تحسین ہے۔ خدا اسے بچوں نظر
سے بچائے اور ڈگمگا رہے تک بخیریت پہنچائے ہم توقع
رکھتے ہیں کہ مضامین پر نظر کی جائے گی بالفعل صلاح
یہی ہے کہ لوگ اسے قدر کی نگاہوں سے دیکھیں
خالی خولی نہ ہو (یعنی وہی مشادی) وہ فرمائیں جسکو
کا حجم ہے ساٹھ صفحے تین روپیہ سالانہ قیمت ہے
بذریعہ منیجر سفینہ گورنمنٹ محمدن کالج مدراس روڈ مدراس
سے مل سکتا ہے۔

"انڈین پنچ"

غلام محمد خاں صاحب قیصر دہلوی نے سمندر کے
کنارے یعنی بمبئی سے یہ شائع بعنوان نکالا ہے
پرچہ ہفتہ وار ہے۔ ظرافت بناوٹی سے خالی ہے۔
ظرافت کے اصل مقصد سے واقف ہو۔ خوب سمجھے تو
یہ مختصر تعریف کرتی ہیں۔ بے معنی توقعات دنیا کی قسمت
میں داخل ہیں اور خاکسار شریعی جو لوگ ظرافت کو
ایک اعلے جوہر انسانی سے تعبیر کرتے ہیں وہ حوصلہ بڑھا
کے دیتے اپنے مطلب کا بنا لیں تو بہتر ہو۔ یہ کسی
مذہب سے لاگ لگی بازی نہیں کرتا آزاد ہے لیکن
خیر خواہ ہے۔ دفتر بلڈنگ بھنڈی بازار بمبئی سے
شائع ہوتا ہے تین روپیہ سالانہ قیمت ہے۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ملی ہے ہندی کو بھی تاآنکہ نظر نہ لگے
گورنری کی تاول سے ہے گورستان کے لیے

عارضی طور پر نواب چھتاری ہز اکسلنسی دی گورنر
آف یوپی ہو گئے اسکی خوشی بھی عارضی ہوئی بلکہ
اوج سے پستی پر نزول جن طبیعتوں کو ناگوار ہے
وہ رنجیدہ ہوں تو عجب نہیں۔ روتے بچے کو فریب
خرابی کی عورتیں تمام جہان کا مالک بنا کے بہلاتی
ہیں ہے وہ بھیا کا چاند نکلا ہے آ کہ جیبدہ ماموں آؤ
چڑیاں کی ریل گاڑی چلی آرہی ہے اور بیاہ رچا
بھیا بلاتا ہے گھر میں کوڑی نہیں مگر لوری دیے
دیتی ہیں۔

اپنے بھیا کو میں رونے نہ دوں
آؤ سے سرو اگر تیری گھوڑا دے دوں
بابا تیرا ہفت ہزاری بنا منصب دار
چچا میاں چوراسی کے راجہ بھیا پر خودار

گھنانے کو جیسے میسر نہیں۔
بچے بابا اموں کی روٹی پکاؤ اور مرغی کباب
کا ناشتہ صبح کے بیچ شام ہی سے تیار۔

ایک حکومت ہوشیار حکومت رعایا کی ذراسی خفگی
حکومت جابرانہ جیسے میں اُستاد حکومت وقتا ہی سے
زیادہ جیسا نے بہلانے کی گھٹی نہیں جانتی ہے۔ اگر کسی کا
گمان ہے کہ نئے گورنر کے تقرر میں حکومت نے بھی؟
دریگانی ہے مطلب یہی ہے کہ کچھ ہندوستانی
بہادر گورنمنٹ پرس پر قابض ہو کے ایک ہندوستانی
کا گورنری ٹھاٹ میں رہنا یاروں کو ناگوار نہیں مگر
بات یہ ہوکہ ہم مناسب آدمی کی تلاش میں ہیں
جب تک کوئی ملے اسوقت تک چاند بھی بچے کا
سونا بھی بھیا کا پیٹ بابا اموں کی روٹی مرغی کے
کباب کا ناشتہ بھی بھیا کے لیے آجا ری نیند یا تو
آ کیوں نہ جا۔ میرے بھیا کی آنکھوں میں گھل مل جا
اس لیے سوتو وہ جلدی سے دیکھیں اسکی شکایت نہ کرنا

ہندوستانیوں نے تعصب کا برتاؤ ہوا تو سائمن کمیشن جو پوچھے گا کہ یہاں کر دس برس میں وہ گورنر ہندوستانی آباد ہو چکے ہیں۔

ہمارے نسل سے وہ ان کو [illegible] آ گئی
اب وہ جا بیٹھے کیا تو پھیری مل جائے

فقرہ گورے کے [illegible] بنا ہوا جھیکا جاتا ہے تو اس سے کسی حیثیت بھرنا مقصود نہیں وہ تو حق [illegible] کا آنا رفع [illegible] نمبر کا لگتا ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ صاحب لوگوں میں سے ہر شخص گورنر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے آخر یہ پس و پیش کیسا۔ یہ [illegible] زبان کا روگ گوری آبادی کو کب سے لگا۔ یہ معمولی سی بات ہے اتنی [illegible]۔ سیاست انگلشیہ کے گرو گھنٹال ایسے کمزور دل کے واقع کب ہوئے؟

خدا بدگمانوں کی زبان سے بچائے کمبخت یوں بھی؟ اپنے لہجے میں ادا کرتے ہیں کہ دنیا بھر یقین کر لیتی ہے۔ انھیں اتنا نہیں معلوم کہ وہ [illegible] زعفران کھلے ہیں وہ [illegible] ہے تو زعفران کو [illegible] کے واسطے ایک [illegible] ضروری ہے۔ [illegible] کے زعفران کے ساتھ ایک [illegible] کیوں نہ ہو [illegible] کچھ تو زعفران کو [illegible] بھی ملی ہے؟

لطف سے باغ جہاں میں [illegible] شبنم رہے
رات بھی بھر گریہ لیکن گھر سا [illegible] ہم رہے

لا کر طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

جلا [illegible] کرو تو بیٹے سے گھٹ ہی کہیں چاندی ہوتا ہے۔ سنتے ہیں کہ ایک ہندوستانی طالب علم مسمی [illegible] جوہری گیا تھا جو ہر علم حاصل کرنے [illegible] کھا گیا [illegible] کا [illegible] اللہ اس دریا کی تھاہ کہاں سے

اگر [illegible] سلامت ہر کنارہ است

[illegible] کو دھوئے [illegible] کی۔ یہ حضرت کالا پانی۔ یورپ کی سفید سیب اور ہندوستان کا کالا پانی۔ تہذیب کا موتی ہو گیا [illegible]

وہ انگریزی آزادی سے فرانس کی [illegible] ساتھ سیر [illegible] کر کیا دیکھو ہوا [illegible] کے سوا کسی دوسرے کو نگاہ بھر کے دیکھا نہیں [illegible] ہیں آ بیٹھی گوری کا [illegible] تاب رکھ کے جوہری [illegible] اور اگر تم نے اپنا جوہر [illegible] صحت میری خدمت میں ہے بس وہ پیش [illegible] کیا تو جوہری [illegible] نے [illegible] کے برے سے نکالی [illegible] نہیں کی [illegible] کے [illegible] آج [illegible] ذالک نوبت با ینجا رسید کہ مسماۃ صاحب کے والد [illegible] نے کانسٹیبل کی مدد سے [illegible] گھر سے [illegible] کیا [illegible] جوہری صاحب ہندوستان کا خواب دیکھ رہے تھے اور [illegible] مسٹر [illegible] پولیس [illegible] کھا بیٹھے چنانچہ مسٹر صاحب نے گواہی دی اور [illegible] ہوئی [illegible] کہ اس شخص نے [illegible] مس صاحب کو جوہری کے گلے کا ہار ہوتے اور [illegible] دیکھا [illegible] اور نہیں [illegible] کیا یعنی کہ وہ شخص [illegible] اور سونے [illegible] کے کانٹے میں بٹھا کے [illegible] تھا۔ جوہری صاحب [illegible] طالب علم مس صاحب [illegible] تعلیم گاہ کی [illegible] حیثیت سے [illegible] عصمت میں کیڑا نہیں لگا۔

جوہری صاحب [illegible] تعلیم کی [illegible] مگر [illegible] اسٹیشن کی [illegible] پیدا ہوئی [illegible] کالج کے جواہر خانہ سے [illegible] نکالی باہر کیے گئے ہیں دیکھیے آئندہ وہ کس [illegible] ہیں۔

انقلاب [illegible]

[illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی بدولت لوگ دکان صاحب [illegible] خان صاحب [illegible] شیخ جی سے سید ہو جاتے ہیں مشہور ہے۔ مینڈک کی [illegible] جاپان کا [illegible] اور ایک مینڈک کے [illegible] مینڈک [illegible] کے میدان میں [illegible] لگے جیسے [illegible] اخبار نویس کا [illegible] مینڈک کے [illegible] اقسام [illegible] زمانہ کے [illegible] پیٹ کے [illegible] کی شکل اختیار کر لیتے ہیں [illegible] !!!! ان سب سے زیادہ عجیب ہمارے [illegible]

کی عمارت کا حشر ہے۔ [illegible] اللہ ایک [illegible] وہ [illegible] علوم کی کتابیں [illegible] لگاتے اور [illegible] عمارت پیدا [illegible] شیخ جی سے سید جانور سے آدمی [illegible] مینڈک اور مینڈک سے [illegible] ہو جاتے تھے۔ پھر [illegible] میاں [illegible] کا کارخانہ آدم سازی [illegible] عمارت میں [illegible] گیا۔ سنگی تصویر [illegible] نصب ہوئی [illegible] ختم ہو جاتی [illegible] کو نکالا [illegible] جگہ [illegible] کونسل نے [illegible] میں شیخ سے سید ہو جاتی ہے [illegible] کی تحقیق [illegible] نئی تحریک کی پیدائش [illegible] مینڈک [illegible] کتب [illegible] صورت کے [illegible] کے زوال میں [illegible] نسبت [illegible] سے کم نہیں۔

[illegible] اب سنتے ہیں کہ اس عمارت میں [illegible] آباد [illegible] تعلیم اس میں ہو گی [illegible] مینڈک کی [illegible] کا ترانہ ہے

اثر کیا ہو گا [illegible] فلک ہے [illegible] کا
رنگ لایا ہے دوپٹا تیرا میلا ہو کر
[illegible] عشق کا [illegible] کے پاجامے کی [illegible]
[illegible] کب رہ سکتی ہے

عذر

[illegible] کی دیر [illegible] کی اشاعت میں ہوئی [illegible] باندھ [illegible] اگر [illegible] ہم بھی بیمار [illegible] اور اسہال سے زیادہ آسان ہے

لہٰذا [illegible] کی ضرورت نہیں [illegible] والسلام

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ برکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگ کی دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کی گئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر نہ ہون تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی باجہ یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا طریقہ بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا - فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے - حصہ دوم نہایت مقبول ہوا - تمام ہندوستان کے اُستادون کا طریقہ اس مین موجود ہے - قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی قیمت فی جلد - محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار -

المشتہر: مینجر اودھ پنچ لکھنؤ